علمائے اسلام کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر حرام ہے

تحریر: مولوی نذیر احمد سلامی
استاذ حوزہ علمیہ و یونیورسٹی، نمائندہ مردم و ممبر ماہرین قیادتی کونسل (ایران)
ترجمہ: سید محمد حسنین باقری
استاذ جامعہ ناظمیہ و نائب مدیر ماہنامہ اصلاح (لکھنؤ)

خلاصہ:

اس مقالہ کا اصلی سوال یہ ہے کہ:

آیا داعش اور اس طرح کے دوسرے تکفیری گروہ جواز رکھتے ہیں، کیا ان کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟ اور کیا کتاب و سنت اور علمائے اسلام کے نزدیک ان کے اسلامی خلافت کے دعوے کی توجیہ کی جا سکتی ہے؟

داعش، جبهة النصر اور اس طرح کے دوسرے تمام تکفیری گروہوں کو جو اسلامی خلافت کے بہانے بیگناہ افراد کا قتل عام، شہروں، مکانوں، مساجد اور عبادت گاہوں کی تخریب و مسماری کرتے ہیں، سادہ لوح افراد کے دینی و مذہبی جذبات سے غلط فائدہ اٹھاتے اور اپنے مغربی آقاؤں کی خوش خدمتی و چاپلوسی کرتے، انسانیت، اسلام اور اخلاق کے برخلاف بدترین خیانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ان اعمال و طرز سلوک اور کردار اور ان کے نظریات و عقائد کو کتاب و سنت اور اسلامی علماء کے فتاویٰ کی روشنی میں پرکھا جائے۔

اس مقالہ میں آیات کی شرح و تفسیر، روایات اور فقہاء و محدثین اور علمائے اسلام کے فتاویٰ کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر، ان کو کافر قرار دینا غلط عمل اور شرعی اصولوں کے خلاف ہے اور مسلمانوں کا قتل عام، شہروں، مسجدوں اور عبادت گاہوں کی تخریب اور اس طرح کے کام اسلامی جہاد کے بہانے انجام دینا شیطانی عمل ہے۔ جس کا مکمل فائدہ غاصب حکومت (اسرائیل) کو ہوتا ہے اور نقصان امت مسلمہ کا ہوتا ہے۔

یہاں پر تکفیریوں کے نظریات کو باطل قرار دینے اور غیر شرعی ہونے پر کتاب وسنت اور علمائے کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ داعش اور اس طرح کے دیگر تکفیری افراد و گروہ در حقیقت ایک امریکی، اسرائیلی اور عربی گٹھ جوڑ ہے تاکہ پہلے سے معین شدہ مقاصد یعنی اسرائیل کو تحفظ فراہم کیا جائے اور اس پورے خطہ نیز اسلامی معاشرہ کو ایران اسلامی واخوان المسلمین کے نفوذ سے روکا جائے۔

مستعمل ضروری اصطلاحیں: تکفیر اہل قبلہ، داعش، النصرہ، کتاب، کتاب وسنت، فقہا ومحدثین۔

تکفیر اہل تفسیر کے نزدیک:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِندَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ ۚ كَذَٰلِكَ كُنتُم مِّن قَبْلُ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (۱)

(ترجمہ): ''ایمان والو! جب تم راہِ خدا میں جہاد کے لئے سفر کرو تو پہلے تحقیق کرلو اور خبردار جو اسلام کی پیش کش کرے اس سے یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں ہے کہ اس طرح تم زندگانی دنیا کا چند روزہ سرمایہ چاہتے ہو اور خدا کے پاس بکثرت فوائد پائے جاتے ہیں۔ آخر تم بھی تو پہلے ایسے ہی کافر تھے۔ خدا نے تم پر احسان کیا کہ تمہارے اسلام کو قبول کرلیا (اور دل چیرنے کی شرط نہیں لگائی) تو اب تم بھی اقدام سے پہلے تحقیق کرو کہ خدا تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔''

انسان کے اندر اس کے مسلمان ہونے کے لئے اسلامی علامتوں و نشانیوں کا ہونا کافی ہے، باطن کی تفتیش و جستجو جائز نہیں ہے۔

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں پاکستان کے مفتی اعظم علامہ مفتی محمد شفیع ابن کثیر کے کلام کی روشنی میں کہتے ہیں:

''مذکورہ آیت سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جو بھی ایمان واسلام کا اظہار کرے، تو کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ بغیر تحقیق کے اس کے مسلمان ہونے کے دعوے کو نفاق پر حمل کرے مذکورہ بالا آیت کا شان نزول اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں بعض اصحاب بعض کے سلسلے میں بدگمانی کا شکار تھے۔''

امام ترمذی اور مسند احمد نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے اس طرح نقل کیا ہے:

''قبیلۂ بنی سلمہ کا ایک شخص اپنی بھیڑیں چرانے صحرا لے گیا راستے میں صحابہ کی ایک جماعت سے روبرو ہوا ان کو سلام کیا اور اظہار اسلام کیا۔ اصحاب نے سوچا کہ شائد اس نے اپنی جان ومال بچانے کے لئے اظہار اسلام کیا ہے اس لئے ان لوگوں نے اس کو قتل کرکے اس کی بھیڑیں غنیمت کے طور پر لے لیں اور

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ جس کے بعد مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔" (۲)

دوسری حدیث میں عبداللہ بن عباس سے نقل ہوا ہے کہ جسے امام بخاری نے مجمل طور پر اور بزاز نے مفصل و شرح کے ساتھ بیان کیا ہے:

"حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجاہدین کے ایک گروہ کو مقداد بن اسود کی سرداری میں روانہ کیا۔ جب یہ لوگ طے شدہ جگہ پر پہنچے تو سوائے ایک کے تمام کفار بھاگ گئے۔ جو شخص نہیں بھاگا وہ دولت مند تھا اس نے کلمۂ شہادتین زبان پر جاری کیا۔ حضرت مقداد نے یہ سوچ کر کہ اس نے اپنی جان و مال کی حفاظت کی وجہ سے کلمۂ شہادتین پڑھا ہے اور دل سے اقرار نہیں کیا ہے لہٰذا اسے قتل کر دیا۔ لشکر اسلام کے ایک سپاہی نے اس عمل کی مذمت کرتے ہوئے پیغمبر اکرم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ نے مقداد کو حاضر کرکے فرمایا: قیامت کے دن کیا جواب دوگے؟ کلمۂ لا الہ الا اللہ قیامت کے دن تمہاری شکایت کرے گا۔" (۳)

(تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا) (۴)

"یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو"، کہ چاہو دنیا کی ناپائیدار زندگی حاصل کرو۔

آیت کا یہ حصہ جو سورہ نساء کی آیت ۹۴ کا تکملہ ہے، یہ تکفیر اور دہشت گردوں کے اہداف و مقاصد کی طرف، بہترین انداز میں اور بطور احسن اشارہ کر رہا ہے اور یہ داعش والوں کے غلط اہداف و مقاصد پر منطبق ہے۔ یعنی یہ کارروائیاں اور ظلم و بربریت معمولی دنیاوی فائدے اور اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے انجام دی جا رہی ہیں۔ (۵)

اہل قبلہ کو کافر نہ کہو:

مذکورہ آیات و روایات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو شخص بھی اپنے کو مسلمان کہے چاہے کلمۂ شہادتین پڑھنے کے ذریعہ ہو یا اسلامی شعائر کو ظاہر کرنے کے ذریعہ ہو مثلاً اذان دینے، نماز پڑھنے، روزہ رکھنے کے ذریعہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام مسلمان ایسے شخص کو مسلمان سمجھیں اور اس کے جان و مال کے محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کریں اس لئے کہ باطنی و قلبی کیفیات اور پوشیدہ باتوں کو صرف خداوند عالم جانتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اعمال بھی مسلمانوں کے لئے اس کے ساتھ تعامل و برتاؤ کا مبنا و محور قرار پائیں۔

مولانا مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان کہتے ہیں:

"نیز اس سلسلے میں اس کے اعمال بھی مسلمانوں کے ساتھ اس کے برتاؤ کا ملاک و معیار قرار پائیں۔ مثلاً بالفرض اگر وہ نماز نہ پڑھتا ہو روزہ نہ رکھتا ہو گناہ و معصیت کا مرتکب ہوتا ہو پھر بھی کسی کو حق نہیں ہے کہ اس کو دائرۂ اسلام سے خارج کرے یا کافروں کی طرح اس کے ساتھ پیش آئے۔" (٦)

: امام اعظم ابو حنیفہ کی نگاہ میں تکفیر

: امام ابو حنیفہ اپنی مشہور کتاب فقہ اکبر اور شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں

"ولا نکفر بذنب مسلما من الذنوب و ان کانت کبیرة ولانزیل اسم الایمان عنہ و نتمیہ مومناً حقیقة"

"یعنی گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں سمجھتے اور ایمان کو اس سے سلب نہیں کرتے اور اس کو مومن واقعی سمجھتے ہیں۔" (٧)

قابل توجہ نکتہ:

قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ جو اپنے کو مسلمان کہے اس کی طرف کفر کی نسبت دینا جائز نہیں ہے۔ بالفاظ دیگر جب تک ایسا قول و یا عمل جو یقینی کفر کی علامت ہے اس سے سرزد نہ ہو اور اس سے انجام نہ پائے، اس کے مسلمان ہونے کے دعوے کو قبول کیا جائے گا اور مسلمانوں کی طرح اس سے برتاؤ ہوگا۔ اس کی باطنی و قلبی کیفیت و حالت اور منافق و غیر منافق ہونا خدا پر موکول ہے۔ (لایعزب عنہ شی) خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع اس سے سلسلے میں کہتے ہیں:

"کلمہ پڑھنے والوں اور اہل قبلہ کو مسلمان سمجھو۔ اور یہ کہ اس کے باطن اور دل میں کیا پوشیدہ ہے؟ یہ پتا لگانا مسلمانوں کا فریضہ و ذمہ داری نہیں ہے۔ اس بات کو خدا پر چھوڑ دو۔"

محدثین کی نگاہ میں تکفیر:

امام بخاری نے باب المغازی میں حدیث نمبر ۱۶۰۲ عبداللہ بن عمر سے اس طرح نقل کی ہے۔

رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خالد کو قبیلۂ خزیمہ کی طرف روانہ کیا۔ خالد نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ ان لوگوں نے دعوت اسلام کو قبول کیا۔ لیکن بعض وجوہات سے اپنے مسلمان ہونے کو زبان سے ظاہر نہیں کیا۔ اور اسلمنا (ہم مسلمان ہوئے) کے بجائے کلمہ صبنانا (اپنے پدری دین سے نکل آئے) استعمال کیا۔ خالد نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو گرفتار کرکے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کرے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں: میں نے اور

میرے ساتھیوں نے اپنے قیدیوں کو قتل نہیں کیا۔ جب رسول اکرم ﷺ کو واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے ہاتھوں کو بلند کرکے فرمایا:

اللھم انی ابرء الیک مما صنع خالد

پروردگارا! خالد نے جو کام انجام دیا ہے میں اس سے تیری بارگاہ میں عذر خواہی کرتا ہوں (میں اس کے عمل سے بیزار ہوں)۔

قبیلۂ خزیمہ کے افراد نے باوجودیکہ اپنے مسلمان ہونے کو زبان سے ظاہر نہیں کیا تھا لیکن رسول اکرم ﷺ نے ان کے قتل کئے جانے سے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور خالد کے عمل کی مذمت کی۔

اسی طرح امام بخاری نے المغازی میں حدیث نمبر ۱۶۰۲ نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

حضرت علی (علیہ السلام) نے ایک مقدار میں خالص سونا یمن سے پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ بھیجا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کو تقسیم کررہے تھے کہ حاضرین میں سے ایک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا: اتق اللہ یا رسول اللہ۔ اے پیغمبر خدا ﷺ! تقسیم کرنے میں عدالت کا خیال کیجئے۔ حضرت سرکار رسالت نے فرمایا:

الست احق اھل الارض ان یتق اللہ۔

کیا میں زمین پر عدالت قائم کرنے والے اور خدا سے ڈرنے والے افراد میں سب سے زیادہ مناسب شخص نہیں ہوں؟

یہ سن کر خالد نے کہا: یارسول اللہ! اجازت دیجئے تاکہ اس کی گردن اڑادوں۔

حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اجازت نہیں ہے۔ شاید وہ اہل نماز ہو۔

خالد نے کہا: بہت سے اہل نماز زبان سے کہتے ہیں لیکن اس پر یقین نہیں رکھتے۔

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "میں مامور نہیں ہوں کہ لوگوں کے دل چاک کروں اور شکم پارہ کروں"۔ (بلکہ میں ظاہر کو دیکھنے پر مامور ہوں اور ظاہر کو دیکھ کر اس کے مطابق عمل کرتا ہوں)۔

اس کے علاوہ حضرت علی (علیہ السلام) نے خوارج کے اس گروہ کو ہرگز کافر نہیں کہا جنہوں نے پند و نصیحت کو قبول نہیں کیا اور آپ کے خلاف وارد جنگ ہوئے۔ بلکہ اپنے بعض اصحاب سے جو خوارج کو کافر کہہ رہے تھے فرمایا:

ھم اخواننا بغوا علینا۔

یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف شورش کی ہے۔

یہ تمام آیات و روایات اور علمائے اسلام کے آراء و نظریات اور فتاویٰ داعش (اور اس جیسے تمام گروہوں) کے دعوے اور اعمال و طرز سلوک کے خلاف ہیں۔ جھوٹی خلافت اور اسلامی حکومت کے دعوے دار داعش کا رویہ اور طریقہ کار کتاب و سنت اور سیرہ ائمہ کی روشنی میں غلط عمل ہے یہ ساری دلیلیں بہترین سند اور انتہائی معتبر چیزیں ہیں ان کے اعمال و طرز سلوک کے باطل ہونے پر۔

اگر مسلمانوں کی تاریخ کی تحقیق و جستجو کی جائے تو ہم کو بہت سے نمونے ملیں گے جو داعش کے دعوے کے باطل ہونے پر دلالت کرتے ہیں لیکن اس تحریر میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے۔

حواشی:

۱۔ سورۂ نساء، آیت ۹۴
۲۔ معارف القرآن ص ۱۹
۳۔ معارف القرآن ص ۱۹
۴۔ سورۂ نساء، آیت ۹۴
۵۔ حوالہ سابقہ
۶۔ جواہر اللغۃ جلد ۱ ص ۱۲
۷۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۷۷

منابع:

۱۔ قران کریم
۲۔ معارف القرآن، علامہ مفتی محمد شفیع، دائرۃ المعارف مطبوعہ کراچی (بی تا)
۳۔ جواہر اللغہ، دائر المعارف مطبوعہ کراچی۔
۴۔ فقہ اکبر، ابو حنیفہ بیروت ۱۴۱۰ق۔
۵۔ صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری۔